عالمگیریت، سماجی تناظر اور اُردو ناول

Globalization, Social Context and Urdu Novel

ڈاکٹر مظہر عباس
ڈاکٹر لیاقت علی

Abstract

Globalization is a constitutive reality .Like every social organization/ creation, this phenomenon is also achieving the objectives of its propagators very successfully. Globalization is a universal norm whose interpretation or denouement is being done on two extremes .A group of intellectual's views globalization useful in all aspects of life. Whereas the other group finds ills/weaknesses of the phenomenon at every inch. As student of language & literature if we look into the journey from liberal economy to new liberal economy and their impact on social, economic & cultural aspects of society the arguments of the latter group are deemed quite convincing. But if we look into modern technological advancements, the views of the former group appear to be more attractive. In this article two novels "PokeMan ki Duniya"(India) and "Zeno"(Pakistan) have been singled out to investigate the impact of Globalization on social, economic, cultural and political aspects on the society.

KeyWords:Globalization,Cultural Hegemony,Consumerism, Postmodernism, Urdu Novel,

بیسویں صدی تک لفظ ''عالمگیریت'' دنیا فتح کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا رہا ہے۔ اشوکِ اعظم، سکندرِ اعظم، اکبر اعظم، اورنگ زیب عالمگیر اور ان سے پہلے بھی یقیناً کئی ''اعظم'' اور ''عالمگیر'' گزرے ہوں گے کیوں کہ دولت اور طاقت کسی دور میں بھی 'حدوں' اور 'سرحدوں' کی قائل نہیں رہی۔ کبھی قومیت اور کبھی مذہب کے نام پر عالمگیریت کا خواب دیکھا اور دکھایا جاتا رہا ہے۔ بیسویں صدی کی آخری دہائی سے شروع ہونے والی معاشی، سیاسی، سماجی اور ثقافتی صورتِ حال کو انگریزی میں گلوبلائزیشن کا نام دیا گیا۔ اُردو میں اس صورتِ حال کے لیے عالمگیریت کی اصطلاح استعمال کی گئی۔ عالمگیریت کا لفظ خاص تصورِ معنی رکھتا ہے جس میں دوسری اقوام اور دنیا پر فوجی غلبے کا تصور موجود ہے جب کہ گلوبلائزیشن میں دوسرے ممالک کو جنگ

کے ذریعے فتح کرنے کے بجائے ان کی معیشت پر کنٹرول حاصل کر کے اپنے مفادات کو یقینی بنائے جانے کا تصور موجود ہے۔ یہ مفادات یقینی طور پر معاشی نوعیت کے حامل ہیں۔ان مفادات کے حصول کے لیے جو ذرائع استعمال کیے جا رہے ہیں انہوں نے دنیا کی تہذیبی، ثقافتی اور سیاسی منظر نامے کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ گلوبلائزیشن یا موجودہ عالمگیریت دنیا پر سیاسی غلبے کے بجائے معاشی اور تہذیبی غلبہ حاصل کرنے کا نام ہے۔ بات اتنی سادہ نہیں ہے کیوں کہ عالمگیریت، وسیع اور پیچیدہ صورتِ حال ہے۔ اس تحریر میں اس صورتِ حال کو سمجھنے کی کوشش کی جائے گی اور اِس کے سماجی اور تہذیبی اثرات کا جائزہ بھی لیا جائے گا۔ کوشش کی گئی ہے کہ تحریر کو پیچیدہ اور گنجلک کرنے کے بجائے سادہ اسلوب اختیار کیا جائے۔ موضوع کی طرف واپس آتے ہیں۔

پہلی اور دوسری عالمگیر جنگوں کے بعد عالمی طاقتوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب منڈیوں کی کھینچا تانی میں لاکھوں لوگوں کو جنگ کا ایندھن بنانے کے بجائے پوری دنیا کو منڈی بنا دیا جائے۔ سرمایہ کو سرحدوں کی اسیری سے آزاد کیا جائے۔(۱) آزاد عالمی منڈی کا تصور دینے والی عالمی طاقتوں (ملٹی نیشنلز) نے عالمگیریت کے مسحور کن تصورات پیش کیے۔ یہ بیانیے تیسری دنیا کے حکمرانوں اور عوام کے لیے بہت دلکش تھے۔ ان میں سے چند پیش کیے جاتے ہیں:

۱۔ فرد اور سماج کی معاشی ترقی خاص طور پر تیسری دنیا کے افراد کے ذرائع آمدنی کو بڑھانا۔

۲۔ ان کے طرزِ زندگی بہتر کرنا، انتہائی غربت سے نکالنا، صحت مند غذا اور صاف پانی کی فراہمی۔

۳۔ شرحِ آمدنی میں اضافہ سے تعلیم، صحت اور علاج کے بہتر مواقع کی فراہمی۔

۴۔ توہم پرستی اور بری عادات کا خاتمہ۔

۵۔ بنیادی انسانی حقوق کی صورتِ حال کو بہتر کرنا۔

۶۔ نسلی، مذہبی اور لسانی تعصّبات کو کم کر کے دنیا میں امن اور استحکام پیدا کرنا۔

ان تمام خوب صورت اور متاثر کن نعروں کو عملی جامہ پہنانے اور تیسری دنیا کے ممالک کو بہتر طرزِ زندگی دینے کے نام پر آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور ایشین بینک جیسے عالمی مالیاتی اداروں کی بنیاد رکھی گئی۔ انہیں WTO جیسے معاہدوں کا اسیر کیا گیا۔ ترقی کے نام پر انہیں قرضوں کے شکنجے میں جکڑا گیا۔(۲) یوں ان کی معیشت کے ساتھ ساتھ سیاست پر بھی کنٹرول حاصل کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ معاملات اب ملکوں کے ہاتھوں سے نکل کر ملٹی نیشنل کارپوریشنز کے کنٹرول میں چلے گئے ہیں۔ یعنی سیاست دانوں کے بجائے معیشت دانوں کے ہاتھوں میں چلے گئے ہیں۔ سیاست دان عوام سے منتخب ہو کر آتے ہیں اور کسی نہ کسی سطح پر عوام کو جواب دہ ہوتے ہیں۔ وہ کسی نہ کسی تہذیب اور ثقافت کے پروردہ ہوتے ہیں جب کہ سرمایہ دار کے لیے عوام سے زیادہ اہم سرمایہ ہوتا ہے۔ سرمایہ دار تہذیب، ثقافت یا اخلاقیات جیسی حد بندیوں کا قائل نہیں ہوتا۔ سرمایہ دار اپنی

تہذیب اور ثقافت متعارف کراتا ہے بلکہ امپوز کراتا ہے۔

عالمگیریت کے داعی دنیا کی ثقافتی رنگارنگی ختم کر کے عالمگیر ثقافت کو فروغ دینا چاہتے ہیں تا کہ ان کی مصنوعات دنیا کے ہر گوشے اور ہر کونے میں خریدی جائیں۔(۳) عالمگیر ثقافت کا تصور مقامی ثقافتوں پر غلبے سے جڑا ہوا ہے۔ اسے میڈیا کے ذریعے ممکن بنایا جا رہا ہے۔ میڈیا خود ایک کارپوریشن بن چکا ہے۔ مفادات کی خاطر سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ بنا کر پیش کر رہا ہے۔ معلومات دینے کے بجائے ذہن سازی کر رہا ہے، Reality کی بجائے Recreated Reality پیش کر رہا ہے جسے ہائپر ریالٹی بھی کہا جاتا ہے۔ صارفیت کے دائرے کو بڑھانے کے لیے ٹی وی، انٹرنیٹ سے اشتہار بازی کی جا رہی ہے اور اس عمل میں مقامی ثقافتوں کے اقداری نظام بری طرح شکست و ریخت کا شکار ہو رہے ہیں۔(۴) دنیا بھر میں عالمگیریت کے منفی اثرات کے خلاف آوازیں اُٹھ رہی ہیں۔ طوالت سے پرہیز کرتے ہوئے ہم عالمگیریت کے نتائج کی طرف آتے ہیں۔

۱۔ سستی لیبر کے لیے انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش اور چین ایسے مما لک سے مصنوعات بنوائی جا رہی ہیں۔ نتیجتاً ترقی یافتہ مما لک میں بے روزگاری کی شرح بڑھ رہی ہے۔

۲۔ جہاں سے مصنوعات بنوائی جا رہی ہیں وہ انہیں خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ نتیجتاً سماجی سطح پر مغائرت (Alienation) کی بڑھتی ہوئی کیفیت۔

۳۔ مزدوروں کا بڑھتا ہوا استحصال، بچوں اور قیدیوں سے غیر انسانی مزدوری۔

۴۔ ملازمت میں استحکام کے بجائے کنٹریکٹ اور ٹھیکے داری نظام کا بڑھتا ہوا رجحان نتیجتاً ہوا معاشی عدم استحکام۔

۵۔ انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا کے جڑنے کا تصور تو متاثر کن ہے۔ دہشت گرد بھی جڑ رہے ہیں، پوری دنیا میں مربوط دہشت گردی کا نیٹ ورک مرتب کیا جا رہا ہے۔ تباہ کن ہتھیاروں تک رسائی کی کوشش کی جا رہی ہے اور رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

۶۔ طاقت ور ملٹی نیشنلز نے دنیا بھر میں ماحولیات کو داؤ پر لگا دیا ہے۔

۷۔ فاسٹ فوڈز پوری دنیا میں پھیل گئی ہیں جو مقامی، ثقافتی اقدار اور خوراک پر غلبہ حاصل کر کے مقامی لوگوں کی ثقافت کے ساتھ ساتھ صحت اور معاشیات کو کسی نہ کسی طرح متاثر کر رہے ہیں۔

۸۔ عالمگیریت کے معاشی فوائد یکساں نہیں۔ امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ یہی صورتِ حال اقوامِ عالم میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

۹۔ مغربی ثقافت کے بُرے اثرات، ٹی وی، انٹرنیٹ کے ذریعے مقامی ثقافتوں کو بری طرح متاثر کر رہے ہیں (ہمارے اس مضمون میں آگے اسی نقطے پر زیادہ فوکس کیا جائے گا۔)

۱۰۔ مقامی صنعتوں پر عالمی صنعت غلبہ حاصل کر چکی ہے۔مقامی صنعتیں بند ہوتی جا رہی ہیں۔
۱۱۔ سیکس اور لائیو سیکس کے مقاصد کے لیے بچوں اور عورتوں کا اغواء،جنسی اذیت دینے اور اس سے حظ اُٹھانے کا تصور پھیل رہا ہے۔
۱۲۔ ملٹی نیشنل کارپوریشنز کے مقاصد کو تجارت سے سیاست تک پھیلا دیا گیا ہے۔مفادات کی خاطر حکومتیں تبدیلی کر دی جاتی ہے۔حکمران خود تاجر بنتے جا رہے ہیں،اپنے اختیارات کاروباری مفادات کی خاطر استعمال کر رہے ہیں۔(۵)

اردو ناول میں عالمگیریت کے اس مظہر کو پیش کیا جا رہا ہے۔اس مختصر مقالے میں انڈیا سے،مشرف عالم ذوقی کا ناول ''پوکے مان کی دنیا'' اور پاکستان سے وحید احمد کے ناول ''زینو'' کو زیر بحث لایا جائے گا۔ ان ناولوں کے انتخاب کی ایک وجہ تو یہی ہے کہ دونوں ملکوں کے ناول نگاروں کا نقطہ نظر سامنے آئے اور دوسری وجہ ان ناولوں کا موضوعاتی دائرہ کار ہے۔''زینو'' میں عالمگیریت کے معاشی سروکار کو موضوع بنایا گیا ہے تو ''پوکے مان کی دنیا'' کا دائرہ عالمگیریت کے سماجی اثرات تک پھیلا ہوا ہے۔

''زینو'' میں عالمگیریت کے روایتی تصور یعنی دنیا کو جنگ کے ذریعے فتح کرنے کی خواہش کے ساتھ ساتھ سرمایہ دارانہ نظام کی نئی شکل (جسے عالمگیریت کا نام دیا جا رہا ہے) کے نتائج کو تخلیقی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔سائنس کی ہمہ گیر ترقی اور امکانات کو بھی پیش کیا گیا ہے۔ناول پر مزید بات کرنے سے پہلے زینو کے کردار کا مختصر تعارف ضروری ہے۔'زینو'،'ارسطو' کے ایک ہم جماعت کا بیٹا،غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل، فلسفے کا گہرا شعور رکھنے والا،فطرت کے مظاہر،پرندوں اور مچھلیوں سے کلام کرنے والا،کردار ہے۔جن دنوں ارسطو،سکندر یونانی کی تربیت کر رہا تھا،اسے سکندر سے سکندرِ اعظم بنانے کے عمل میں جڑا تھا،زینو ارسطو اور سکندر سے مکالمہ کرتا ہے،زینو سکندر کو دنیا فتح کرنے اور معصوم لوگوں کا خون بہانے سے باز رکھنے کی خاطر بہت زیادہ سونے کا لالچ دیتا ہے مگر وہ نہیں مانتا۔سکندر دنیا کو فتح کرنے نکلتا ہے،زینو اس کا پیچھا کرتا ہے،بار بار اسے قتل و غارت سے روکتا ہے مگر کامیاب نہیں ہوتا۔زینو ہندوستان کے شمالی علاقوں میں برف کے طوفان میں دب جاتا ہے۔ناول کا ہزاروں سال پرانا یہ دور اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔

ناول کا دوسرا دور،تقریباً بائیس سو برس بعد،بیسویں صدی کی آخری دہائی،اسلام آباد کا ایک انٹرنیشنل سکول،دو غیر معمولی ذہین نوجوان برٹل اور تحسین کے ذکر سے شروع ہوتا ہے۔ برٹل غیر معمولی سائنس دان، زینو کو برف کے سمندر سے نکالتا ہے۔سائنسی عمل سے اسے برفیلی نیند سے بیدار کرتا ہے۔یوں زینو پھر سے دنیا کے سیاسی،سماجی،معاشی اور تہذیبی منظر نامے میں شامل ہوتا ہے جسے عالمگیریت کا دور کہا جا رہا ہے۔سابقہ اور موجودہ دور کا فرق یہ ہے کہ اب سکندر کا کردار ملٹی نیشنل کارپوریشنز ادا کر رہی ہیں۔زینو کا مکالمہ پال سے ہوتا ہے جو پوری دنیا کی معیشت کو کنٹرول کرنے کا دعوے دار ہے۔زینو کہتا ہے:

''شہنشاہیت، ملوکیت، سامراجیت، استعماریت ،نوآبادیاتی نظام.....حکومت کرنے کی مختلف شکلیں شاید ہوں یا نہ ہوں مگر منافع حاصل کرنے کی شکلیں بہر حال ہیں۔عالمگیریت یا ہمہ ارض......ترقی کی شکلیں ہوں یا نہ ہوں مگر منافع حاصل کرنے کی شکلیں بہر حال ہیں۔منافع چاہیے خواہ معاشرے تباہ ہوجائیں۔ منافع چاہیے، چاہے تہذیبیں مٹ جائیں اور تمدن اُجڑ جائیں۔''(۶)

'پال' بھی ''سکندر'' کی طرح زینو کی بات نہیں مانتا۔ پوری دنیا کی معیشت کو اپنی مٹھی میں جکڑنے کا دعوے دار پال سمجھتا تھا کہ اس کے بغیر دنیا کا معاشی نظام دھڑام سے گر جائے گا،اسی نظام کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔خداوندانِ سرمایہ نے اس کے بدلتے ہوئے نظریات کے پیش نظر اسے قتل کرا دیا۔ نظام پر کوئی فرق نہیں پڑا۔اس ناول کی اہم بات یہ ہے کہ عالمگیریت کی دونوں صورتیں (جنگ کے ذریعے دنیا فتح کرنے اور معیشت کو کنٹرول کر کے دنیا پر اجارہ داری قائم کرنا) پیش کی گئی ہیں۔

مشرف عالم ذوقی کا ناول ''پوکے مان کی دنیا'' صارفیت،میڈیا، برانڈ کلچر،انٹرنیٹ،چیٹنگ، جنک فوڈ کے اثرات کے نتیجے میں تبدیل ہوتی اخلاقیات اور روایتی اقداری سانچوں کے درمیان کشمکش کو سامنے لاتا ہے۔ ناول میں ہندوستان کے تناظر میں تیسری دنیا کی تہذیبی اور ثقافتی شکست و ریخت اور خاص طور پر جنس کے حوالے سے بدلتے رویوں کو موضوع بنایا گیا ہے۔تبدیلی کا یہ عمل پیداواری اور سماجی عمل سے جڑا ہونے کے بجائے عالمگیریت اور صارفیت کے اثرات کا نتیجہ ہونے کی وجہ سے مصنوعی پن کا حامل ہے۔نوجوان نسل اور کم عمر بچے بہت تیزی کے ساتھ اس منظر نامے سے براہِ راست متاثر ہو رہے ہیں۔نوجوان نسل اپنے بزرگوں کی اخلاقیات،روایات کو فرسودہ سمجھنے لگی ہے۔والدین کی مداخلت کو قبول نہیں کر رہے بلکہ اسے جنریشن گیپ کا نام دے رہے ہیں۔بدلتے ہوئے سماجی منظر نامے میں خاندانی نظام سب سے زیادہ شکست و ریخت کا شکار ہے۔ ہمارا سماج اِس حقیقت کو قبول کرنا تو ایک طرف رہا،اِس پر مکالمہ کرنے کو بھی تیار نہیں ہے۔ہماری نوجوان نسل عطائی حکیموں کے اِشتہارات کو پڑھ پڑھ کر جنسی مریض اور علاج کے نام پر گردے فیل کراتی جا رہی ہے اور ہم اُن سے مکالمہ نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری اخلاقیات میں جنس پر بات کرنے کی اِجازت نہیں۔(۷)اس سارے منظر نامے کی موثر اور بھرپور عکاسی مشرف عالم ذوقی کے ناول ''پوکے مان کی دنیا'' میں کی گئی ہے۔ناول میں ہندوستانی معاشرے کے اندر آنے والی تبدیلیوں کو موضوع بنایا گیا ہے اور خاص طور پر نوجوان نسل کی جنسی زندگی پر مرتب ہونے والے اثرات کو سامنے لایا گیا ہے۔

ناول کی کہانی نچلے متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے سنیل کمار رائے کے گرد گھومتی ہے جو محنت کے ذریعے اپنے طبقے سے نکل کر اعلیٰ ملازمت پر آ جاتا ہے۔سنیل کمار رائے جج بن کر گوپال گنج جیسے پس ماندہ علاقے سے تو نکل آتا ہے لیکن اپنی سوچ اور روایتی اخلاقیات سے جان نہیں چھڑا پاتا۔بہتر طرزِ زندگی اس کی بیوی اسنیہ اور بچوں کو تو بدل دیتا ہے لیکن سنیل کمار اپنی ذات کو نہ بدل سکا۔گھر کے اندر رہتے ہوئے بھی تنہائی کا شکار ہوگیا۔اس کی اس تنہائی

اور اکیلے پن کی ایک وجہ اس کا پیشہ بھی ہے۔ایک مقدمہ اس کی بظاہر پُرسکون زندگی میں بھونچال پیدا کر دیتا ہے۔ناول کی کہانی سنیل کمار رائے کے ساتھ ساتھ کچھ نوجوان لڑکے لڑکیاں (جنہیں نوجوان نسل کا نمائندہ کہا جا سکتا ہے)، کچھ ادھیڑ عمر خواتین و حضرات (جو پرانی نسل اور روایات کی نمائندہ ہیں)،موقع پرست سیاست دان،اور بکاؤ میڈیا کے گرد گھومتی ہے۔اب کہانی کا کچھ حصہ اقتباسات کے ذریعے ملاحظہ ہو۔

> ’’میری نظر نے ایک مرتبہ پھر اس کا تعاقب کرنا چاہا۔مگر ہر بار بیٹی کی جگہ جسم آڑے آتا رہا۔۔۔وہی تنگ کپڑوں میں سمٹا ہوا ایک کھلا جسم۔۔۔جسے دیکھتے ہوئے باپ اپنی ہی نظر میں ننگا ہو جاتا ہے۔۔۔‘‘(۸)

> ’’یعنی بس تھوڑے سے لمحے۔جب رات میں ایک میز کے گرد۔۔۔تھوڑی دیر کے لیے تم لوگ سمٹ جاتے ہو۔ایک بیوی ہوتی ہے۔ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔۔۔اور۔۔۔تنہائیوں کا مرثیہ ہوتا ہے۔۔۔‘‘(۹)

> ریا زور سے چیختی ہے۔۔۔یہ ہے جنریشن گیپ۔۔۔آپ کے اور ہمارے بیچ کا ڈیڈ۔اونلی جنریشن گیپ۔آپ صرف ہماری جنریشن میں بیکٹیریا ڈھونڈو گے۔۔۔غلط باتوں کا بیکٹیریا۔۔۔یو آسو کنزرویٹو اینڈ اولڈ فیشنڈ۔۔۔بدلے ہوئے زمانے میں آپ کبھی ہمیں Accept کرو گے ہی نہیں۔۔۔‘‘(۱۰)

> میری بیٹی اگر چھوٹے کپڑے پہنتی ہے تو پہنا کرے۔۔۔اُس کے دوست اُس کے کمرے میں ’بے کھٹک‘ داخل ہو کر دروازہ بند کر لیتے ہوں۔۔۔تو بند کر لیا کریں۔۔۔تن اپنی گرل فرینڈ کو آزادانہ سب کے سامنے چوم سکتا ہے،تو۔۔۔بڑے بننے کے طفیل میں آنکھوں کا بند رکھنا ضروری ہے۔لیکن سنیل کمار رائے سے یہی نہ ہو سکا۔۔۔وہ گوپال گنج کے ’چھوٹے آدمی‘ ہی بنے رہے۔شاید۔۔۔پرانے سنسکاروں سے لپٹے ہوئے اور بچے اُڑتے رہے۔۔۔اسنیہ نئی باتوں سے سمجھوتا کرتی رہی۔۔۔‘‘(۱۱)

سنیل کمار رائے کی بقیہ زندگی اسی طرح گزر جاتی۔وہ ’لاک اپ‘ میں اپنے کمپیوٹر کے سہارے دنیا سے جڑا رہتا اور اس کی بیوی اسنیہ بچوں کے معاملے میں سمجھوتے کرتے کرتے بقیہ زندگی گزار دیتی، پر ایسا ہو نہیں سکا۔ایک مقدمے نے سنیل کمار کو اپنے بچوں اور اردگرد کی زندگی کی طرف کھینچ لیا۔اسنیہ کا سمجھوتا بھی محض خود فریبی ثابت ہوا۔ایک بارہ سالہ بچے نے اپنی ہم عمر، ہم جماعت لڑکی کے ساتھ جنسی عمل کیا۔بظاہر یہ ایک جرم تھا اور معاشرے کی زیادہ تر قوتوں کے مطابق مجرم کو سخت سزا دی جانی چاہیے۔موقع پرست سیاست دانوں نے اسے ’دلت ایشو‘ بنا کر الیکشن جیتنے کا سنہری موقع سمجھا۔میڈیا والوں نے بھی اس واقعے کے محرکات کو سمجھنے کے بجائے ریٹنگ کے چکر میں خوب اچھالا۔سنیل کمار کے لیے یہ سوال اہم ہو گیا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟اس کا ذمہ دار کون ہے؟

والدین کا غیر محطاط رویہ؟ جنک فوڈ یا ہارمونز میں آنے والی کوئی تبدیلی؟ وہ ہندوستانی سماج اور دنیا میں آنے ولی تبدیلیوں اور خاص طور پر جنسی اخلاقیات کا مطالعہ کرتا ہے۔ اپنے بچوں سے مکالمہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یوں قاری روایتی اخلاقیات اور نئی اخلاقیات کے ٹکراؤ سے آشنا ہوتا ہے۔ یہاں پر نکھل کا کردار سامنے آتا ہے۔ نکھل سنیل کمار رائے کا دوست اور سپریم کورٹ کا دھانسو وکیل ہے۔ ایک دن سنیل کمار کے سامنے زندہ دل اور ہنس مکھ نکھل بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اس کی بیوی کالج کے ایک نوجوان کے ساتھ افیئر چلا رہی ہے اور اس کی بیٹی نے شادی کیے بغیر فرنچ ایمبیسی کے ایک نوجوان کے ساتھ رہنا شروع کر دیا۔ نکھل سنیل کمار رائے سے کہتا ہے:

> ''سالے تہذیب کے محافظ ___ اپنا گھر بچائے گا ___ میرا گھر بچائے گا ___ کس کس کا گھر بچائے گا ___ اور کیوں بچائے گا ___ مجھے لگا 'دتہ' ٹھیک کہتا ہے ___ یہ بچے کچھ بھی کر سکتے ہیں ___ سارے گناہ، سارے غلط، ناجائز دھندے ___ یہ بچے اگر پیدا ہونے کے ساتھ ہی ریپ کرنے لگیں تو مجھے حیرت نہیں ہوگی۔'' (۱۲)

سوال یہ ہے کہ آخر عالمگیریت اور اِس کی فلاسفی کا فائدہ کس کو ہے؟ عام آدمی؟ تیسری دنیا کو؟ یا ملٹی نیشنلز کو؟ عام آدمی کے لیے تو حدود اور بھی سخت ہوگئی ہیں]، تعصّبات بڑھ رہے ہیں، گلوب پر لکیروں کی جگہ دیواریں اٹھ رہی ہیں، دنیا دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ انسانی آبادی کا بیشتر حصہ زندگی کی بنیادی سہولیات کو ترس رہا ہے۔ زمین پر موجود وسائل پر چند ملک، چند سو کمپنیاں اور چند ہزار لوگ قابض ہیں ناول کا اختتام بہت معنی خیز ہے۔ سنیل کمار رائے پر سیاسی پریشر ہے کہ بچے کی عمر پر نہ جائے اور اسے بلاتکار کرنے کی سزا دے۔ سنیل کمار رائے اس فعل کو بچوں کا ایڈونچر قرار دیتا ہے اور نئی تہذیب کو اس کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے سزا کا حکم سناتا ہے کہ تعزیراتِ ہند، دفعہ 302 کے تحت، اس جدید ٹیکنالوجی، ملٹی نیشنل کمپنیز، کنزیومر ورلڈ اور گلوبلائزیشن کو سزائے موت ___ ہنگ ٹل ڈیتھ۔ سنیل کمار رائے کا رویہ بھی جذباتی اور غیر دانشمندانہ، ہے۔ ہنگ ٹل ڈیتھ جیسے فیصلے حقیقت سے فرار کے زُمرے میں آتے ہیں۔ عالمگیریت اختیاری مضمون کی طرح نہیں بلکہ لازمی سبجیکٹ کی مانند ہے جس سے فرار ممکن نہیں، اس کا سامنا کرنے کی ضرورت ہے۔ 'زینو' سے لیے گئے اس مختصر اقتباس کے ساتھ مضمون کا اختتام کرتے ہیں:

> ''کیوں نہ ہم مل کر دوبارہ کیمونسٹ مینی فیسٹو لکھیں اور اس میں اخلاقیات کے اصولوں کو شامل کریں۔'' (۱۳)

آپ سے میرا ایک سوال ہے: کیا انسان اور انسانیت کو ایک نئے مینی فیسٹو کی ضرورت نہیں جو رنگ، نسل، قومیت، مذہبی تعصّبات اور سرمایہ مرکز ہونے کے بجائے اخلاقیات کے اصولوں پر مرتب ہو۔۔۔۔

(یہ مقالہ دوسری عالمی اردو کانفرنس یونیورسٹی آف سرگودھا میں پڑھا گیا۔)

حواشی:

1. Anthony Gidden, *Global Captalism*(New York: New press, 2001), p78.
2. A. Bein & L. Perk, eds., *Urbanization in a Global Context* (Oxford: Oxford University Press,2017), p31.
3. Manfred B.Staeger, *Globalization* (Oxford: Oxford University Press, 2013), p137.

۴۔ اقبال آفاقی،ڈاکٹر،مابعد جدیدیت: فلسفہ و تاریخ کے تناظر میں (فیصل آباد: مثال پبلشرز،۲۰۱۳)،ص۲۰۶۔

5. "The impact of globalization in the developing countres"[online] 11/03/2018 https://www.linkedin.com/pulse/impect-globalization-developing-countries-fairoz-hamdi/

۶۔ وحید احمد،زینو(فیصل آباد: مثال پبلشرز،۲۰۰۷ء)،ص۱۵۸۔

۷۔ مظہر عباس،ڈاکٹر،''پوکے مان کی دنیا(معاصر عہد کے چیلنجز کا اظہار)''،مشمولہ جرنل آف ریسرچ (اردو) فیکلٹی آف لینگویجز اینڈ اسلامک سٹڈیز،بہاءالدین زکریا یونی ورسٹی،ملتان، شمارہ نمبر۳۰(دسمبر۲۰۱۶ء)،ص۱۸۰۔

۸۔ مشرف عالم ذوقی،پوکے مان کی دنیا (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس،۲۰۰۴)،ص۱۸۔

۹۔ ایضاً،ص۲۰۔

۱۰۔ ایضاً،ص۲۸۔

۱۱۔ ایضاً،ص۳۲۔

۱۲۔ ایضاً،ص۱۲۸۔

۱۳۔ وحید احمد،زینو،ص۱۷۵۔

مآخذ

اقبال آفاقی،ڈاکٹر۔مابعد جدیدیت: فلسفہ و تاریخ کے تناظر میں۔فیصل آباد: مثال پبلشرز،۲۰۱۳۔

مشرف عالم ذوقی۔ پو کے مان کی دنیا ۔دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس،۲۰۰۴ء۔
مظہر عباس، ڈاکٹر،''پو کے مان کی دنیا (معاصر عہد کے چیلنجز کا اِظہار)''، مشمولہ جرنل آف ریسرچ (اردو)، شمارہ نمبر ۳۰ (دسمبر ۲۰۱۶ء): ۱۸۶-۱۷۹۔
وحید احمد، زینو۔فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۰۷ء۔

"The impact of globalization in the developing countres"[online] 11/03/2018

https://www.linkedin.com/pulse/impect-globalization-developing-countries-fairoz-hamdi/

Bein, A. & L. Perk, eds., *Urbanization in a Global Context.* Oxford: Oxford University Press,2017.

Gidden, Anthony. *Global Captalism*.New York: New press, 2001.

Staeger, Manfred B. *Globalization.* Oxford: Oxford University Press, 2013.